السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بخدمت جناب مولانا مفتی عبیداللہ عفیف صاحب السلام علیکم !مندرجہ ذیل سوالات کی قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں ۔

گائے کی اجتماعی قربانی کا ہمارے ہاں بندوبست کیا گیا ،جس میں کچھ سوالات ابھرے ہیں جن کی مثال درج ذیل ہے ایک گائے 7000 روپے کی خریدی گئی اور دوسری گائے 14000 روپے کی خریدی گئی ۔ان کا فی حصہ 1500 روپے ایڈوانس وصول کرلیا گیا اور کہا گیا کہ باقی کمی بیشی میں بعد میں کرلی جائے گی اور اس کی تفصیل ذیل میں درج ہے ۔

قیمت گائے نمبر 1، 7000 روپے

ایڈوانس وصولی 1500 روپے

اصل قیمت فی حصہ 1000 روپے

قابل واپسی فی حصہ 500 روپے

قیمت گائے نمبر 2، 14000 روپے

ایڈوانس وصولی 1500 روپے

اصل قیمت فی حصہ 2000 روپے

قابل وصولی فی حصہ 500 روپے

مندرجہ بالا وضاحت کی صورت میں گائے نمبر 1 کے حصہ داروں سے فی حصہ 500 روپے واپس کرنے پڑتے ہیں ،جبکہ گائے نمبر 2 کے حصہ داروں سے فی حصہ 500 روپے مزید وصول کرنا بنتا ہے مگر دونوں گائیوں کے گوشت کو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور نہ تو کسی سے گروپ نمبر 1 کے حصہ داروں کو فی حصہ 500 روپے واپس کیئے گئے اور نہ ہی گروپ نمبر 2 سے مزید 500 روپے وصول کئے بلکہ گائے نمبر 1 کے حصہ داروں اور گائے نمبر 2 کے حصہ داروں میں گوشت برابر تقسیم کر دیا گیا ۔صورت حال کے مطابق مندرجہ ذیل سوالات کی وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں ۔

1۔ قربانی کرنے والے حضرات کی قربانی میں شرعاً کوئی فرق تو نہیں پڑا؟

2۔کیا اس طرح قربانی کے گوشت کی خرید وفروخت تو نہیں کی گئی جو شرعاً جائز نہیں ؟ (سائل بشیر احمد چوہدری 138 شاد باغ لاہور)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال قربانی کے جانور کو حدیث میں اضحیۃ اور ضحیۃ کہتے ہیں اور اس کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے

(الاضحية والضحية اسم لما يذبح من الابل والبقر والغنم يوم النحر وأيام التشريق تقربا إلى الله)

اضحیہ اور ضحیہ اس اونٹ ،گائے اور بکری کو کہا جاتا ہے جسے عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق ،یعنی 11، 12، 13 ذی الحجہ کو قرب الٰہی کے حصول کے لیے ذبح کیا جاتا ہے ۔

اور قربانی کے من جملہ آداب میں ایک یہ بھی ہے کہ قربانی کا گوشت فروخت کرنا جائز ہے اور نہ چمڑہ بلکہ دونوں کو صدقہ کر دینے کا حکم ہے ،یعنی اپنی ضرورت سے زائد گوشت کی خرید وفروخت منع اور حرام ہے ۔ صحیح مسلم میں ہے :

1۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

(. أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلاَلَهَا فِي الْمَسَاكِينِ وَلاَ يُعْطِي فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا)

کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور یہ بھی حکم دیا کہ ان کا سارا گوشت ان کی کھالیں اور جھولیں صدقہ کردوں، یعنی مسکینوں میں تقسیم کردوں اور قصاب کی مزدوری میں اس میں سے کچھ نہ دوں۔

الفاظ کے قدرے تھوڑے فرق سے کے ساتھ یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی مروی ہے:

انی أُحِلُّهُ لَكُمْ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا2 ۔ عن ابی سَعِيدٍ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لیے قربانی کا گوشت حلال کرتا ہوں پس جتنا چاہو کھاؤ مگر ہدی اور قربانی کا گوشت فروخت نہ کرو کھاؤ اور صدقہ کرو۔

ان احادیث صحیحہ قویہ سے ثابت ہوا کہ قربانی کا گوشت کی خرید وفروخت جائز نہیں۔ اب ان احادیث کے تناظر میں صورت مسؤلہ کو لیجیے۔

صورت مسئولہ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ گائے نمبر 1 میں شریک حصہ داروں کو قربانی میں شرعا کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ شریعت کی راہنمائی میں وہ ذبح ہوچکی ہے اور اس کے تمام حصہ دار اپنے اپنے حصہ رسدی کی قیمت نقد ادا کر چکے ہیں۔ بلکہ ان سے فی کس پانچ پانچ صد روپیہ زائد وصول کیا جاچکا ہے، جو شرعا واپس کرنا واجب ہے۔ چونکہ یہ اپنے پانچ پانچ صد روپے کے عوض چونکہ گائے نمبر 2 کا تھوڑا بہت گوشت وصول کر چکے ہیں جو کہ خرید وفروخت کے زمرہ میں آتا ہے اس لحاظ سے یہ گناہ گار بھی ہیں، مگر اس غلطی سے ان کی قربانی میں فرق نہیں پڑا۔ اور گائے نمبر 2 کے حصے داروں کی قربانی شرعا نہیں ہوئی۔ اول اس لیے کہ یہ گائے چونکہ 14 ہزار میں خریدی گئی تھی، جبکہ اس کے حصہ داروں سے فی کس 15 سو روپے صول کیئے گئے اس لحاظ سے ان کو مزید پانچ پانچ صد روپے ادا کرنے ہیں جبکہ انہوں نے یہ پانچ پانچ صد روپے ابھی تک ادا نہیں کیے۔ لہذا ان کی قربانی اس وقت تک معلق رہے گی جب تک وہ حصہ رسدی بقایا قیمت ادا نہیں کردیں گے۔ دوم اس لیے کہ اس قربانی کا گوشت فروخت کیا گیا ہے اور قربانی کا گوشت، پوست، جھول فروخت کردینا جص صریح اور صحیح حرام ہے اس لیے گائے نمبر 2 کے شرکاء کی نہ صرف قربانی شرعا نہیں ہوئی بلکہ گوشت کی خرید وفروخت پر خاموش رہ جانے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کے مرتکب بھی ہوئے ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص612

محدث فتویٰ